


رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

قیمت سالانہ سے


# نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے


جلد ۴۵ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے - ۴ مئی ۱۹۱۷ء | نمبر ۱۸


## گلدستہ اخبار

آئرلینڈ سوال کی بابت امید ہے فیصلہ بہت جلد اور تسلی بخش ہو جائیگا۔

مسٹر ولسن نے مسٹر بانرلا کو یقین دلایا ہے کہ امریکہ جرمنی کے ساتھ علیحدہ صلح ہرگز نہ کریگا۔

ایمپیریل کانفرنس نے پریذیڈنٹ ہندوستان کی جنگی خدمات کی بڑی تعریف کی ہے۔

۱۹۱۵ء کی جون میں برٹش افواج کی ۴۸ توپیں اور بہت سے آدمی دشمن نے گرفتار کر لئے تھے۔

مگر اس وقت سے اس وقت تک برٹش افواج کی ایک توپ بھی دشمن کے ہاتھ نہیں آئی۔

ان تمام باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے بہت کم نقصان ہوئے اور آخری فتح بہت نزدیک ہے۔

حال ہی میں وزیر اعظم انگلستان نے کہا ہے کہ ۱۹۱۸ء میں جنگ ختم ہو جائیگا۔

ہفتہ مختتمہ ۲۲ اپریل میں فرانسیسی بندرگاہوں میں ۹۹۳ جہاز آئے۔ اور ۹۲۳ گئے

ضلع امرتسر کے ایک گاؤں کو بارہ پر ایک سال کے لئے تعزیری پولیس قائم کیگئی ہے۔

ہفتہ مختتمہ ۲۱ اپریل میں تمام ہندوستان میں ۸۷۰۸ جانیں طاعون سے فوت ہوئیں

اتحادیوں اور یونان کے درمیان تعلقات اب تسلی بخش ہیں۔

مارشل ون ہنڈنبرگ اٹلی پر جارحانہ حملہ کرنے والا ہے۔

مسٹر بالفور امریکہ میں خاص سفارت پر تشریف لے گئے ہیں۔

لودیانہ کے ڈسٹرکٹ اور سیشن جج رائے صاحب بشمبر دیال کے ایام رخصت میں خان بہادر خواجہ تصدق حسین اس عہدے پر مامور ہونگے۔

ملک معظم نے جہازان سولیفٹ اور بروک کو ان کی بحری لڑائی میں کامیابی پر مبارکباد بھیجی ہے

گورنمنٹ آف انڈیا کے سکرٹری صاحبان انڈیا ڈیفنس فورس کی خدمات سے بری رہینگے۔

۱۶ سے ۲۸ اپریل تک فرانسیسیوں نے ۱۷۵ بھاری اور میدانی توپیں ۴۱۲ کلدار توپیں ۱۱۹ ٹرنچ مورٹرز اور ۲۱۷۸۰ آدمی دشمن کے گرفتار کر لئے۔

برازیل نے بھی جرمنی کے ساتھ اعلان جنگ کر دیا ہے۔

امریکہ حلفا کو عنقریب دس کروڑ پونڈ ماہواری امداد دیگا۔ بشرطیکہ کل سامان جنگ و خوراک وغیرہ امریکہ سے خریدا جائے۔

تخمینہ لگایا گیا ہے کہ برٹن کا ماہواری خرچ ۴ کروڑ ۵۰ لاکھ پونڈ ہے۔

فرانس کا ماہواری خرچ ۳ کروڑ ۲۰ لاکھ پونڈ ہے

روس کا ماہواری خرچ ۲ کروڑ پونڈ ہے۔

اور اٹلی کا ایک کروڑ پونڈ ماہواری خرچ ہے۔

# تار برقیات

## امریکہ میں جبری بھرتی

لنڈن ۲۸ اپریل - واشنگٹن ہاؤس آف ریپرزنٹیٹوز نے آرمی بل پر بحث کرتے ہوئے ایک ترمیم کو جس سے کہ فرانس کے لئے ایک والنٹری فوج تیار کرنیکا اختیار مسٹر روزویلٹ کو ملتا تھا ۱۰۶ مخالف رایوں کے مقابل میں ۱۷۰ رایوں سے شکست دی۔

لنڈن ۲۹ اپریل - واشنگٹن ہاؤس آف ریپرزنٹیٹوز اور سینیٹ نے ۲۴ مخالف رایوں کے مقابل میں ۳۹۷ رایوں سے جبری بھرتی کا بل پاس کر دیا۔ سینیٹ نے اس بل کی اس ترمیم کو قبول کر لیا ہے جس سے مسٹر روزویلٹ کو اختیار دیا گیا کہ وہ فرانس میں فوجی خدمات کے لئے چار انفنٹری ڈویژن تیار کرے

## اتحادیوں کو امریکہ کی امداد

لنڈن ۲۸ اپریل - واشنگٹن - سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ امریکہ دول متحدہ کو کم از کم ......۸ پونڈ اور اغلباً ......۱۰۰ پونڈ ماہوار کی امداد دیا کرے گا تخمینہ لگایا گیا ہے کہ برطانیہ عظمیٰ کا خرچ ......۵۴ پونڈ ہے فرانس کا ......۲۲ پونڈ روس کا ......۲۰ پونڈ اور اٹلی کا ......۱ پونڈ ماہواری خرچ ہے ایک پروگرام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ایک ڈالر جو پیشگی دیا گیا ہے وہ ریاستہائے متحدہ میں ہی اشیاء خوردنی اور سامان جنگ وغیرہ میں خرچ ہو گا۔

## چین اور جرمنی کے تعلقات۔

لنڈن ۲۷ اپریل - پیکنگ - ڈپلومیٹک پالیسی کی جو بعض صوبجات نے مخالفت کی تھی۔ اس کی وجہ سے چین میں گورنمنٹ کی جانب سے ایک فوجی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں کل فوجی گورنر اور دیگر گورنروں کے قائم مقام حاضر تھے۔ باتفاق رائے جرمنی کے ساتھ جنگ کرنے کا ایک رزولیوشن پاس ہوا۔

## جنگ میں پرتگال کی امداد

لنڈن ۲۸ اپریل - پرتگال کے نئے وزیر اعظم سینور افانسو کوسٹا ذکر کرتا ہے کہ ایک بھاری مہم بہت جلد موزمبیق میں آنے والی ہے۔ تاکہ مشرقی افریقہ میں جرمنوں کو پوری شکست ہو۔ اس نے فرانس میں بھی پرتگالی فوجوں کی درآمد کا اعلان کر دیا ہے

## مغربی رزمگاہ

لنڈن ۲۸ اپریل - ایک برٹش مراسلہ مظہر ہے کہ ہم نے اس صبح کو دریائے سکارپی کے شمال کی جانب کئی میل طولانی محاذ پر حملہ کیا فوج دشمن کے بڑے بھاری مقابلہ پر ہے۔ مگر خاصی پیشقدمی کر رہی ہے۔ لڑائی جاری ہے۔

ایضاً ایضاً پیرس - فرانسیسی کارسپانڈنٹ مقیم برطانوی محاذ جرمن سخت نقصان کا تعداد شمار دیتا ہے۔ دشمن کی فوج میں سے اکثر کان کی جرار فوج میں سے صرف ابتدائی گولہ باری میں نقصان ہوا عقب کے زخمیوں کی امداد میں کل ۲۰ ڈویژنیں بھیجی گئی تھیں۔

لنڈن ۲۸ اپریل - رائٹر کا کارسپانڈنٹ مقیم جنگی صدر مقامات کہتا ہے کہ انگریزی فوجوں نے سخت سرگرمی اور جوش کے ساتھ حملہ کرتے ہوئے آرلو پر قبضہ کر لیا۔ اور آرینی گاؤں میں نصف تک گھس گئیں۔ لڑائی بڑی سخت اور وحشیانہ ہو رہی ہے اور بالمقابل حملات کمال کے ہو رہے ہیں۔

لنڈن ۲۹ اپریل - پیرس کا ایک تار راوی ہے کہ خود ہنڈنبرگ نے دیکھ لیا ہے کہ اس کی بہترین فوجیں ناقابل شکست ویمی رج سے پسپا ہو رہی ہیں اور اس کے مورچے برٹش حملوں سے پامال کئے جا رہے ہیں۔ گاوریل کا میدان جنگ جرمن نبرد آزماؤں کی لاشوں سے پٹا پڑا ہے۔ اور پروشین گارڈ شکست پر شکست کھا رہی ہے۔





# ایڈیٹوریل نوٹس

## پریسبیٹرین چرچ اور سلطنت جمہوری

جب ہم پریسبٹرین کلیسیا کے کلیسیائی طرز حکومت اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی طرز حکومت کا باہم مقابلہ کرتے ہیں تو یہ دونوں طرزیں باہم مشابہ معلوم پڑتی ہیں جس طرح ملکی حکومت میں امریکہ کے جمہوری سلطنت کے ہر حلقہ اور صیغہ کے نمائندے وہاں کی کانگرس میں بیٹھتے اور جمہور کا انتخاب کردہ پریذیڈنٹ اُن میں سر مجلس ہوتا ہے۔ اسی طرح پریسبٹرین کلیسیا کے انتظام حکومت میں ہر ایک کلیسیا کا پاسٹر یا نگہبان پریسبٹری میں اپنی کلیسیا کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اور ان پاسٹروں کا انتخاب کردہ پریسبٹری کا موڈریٹر ہوا کرتا ہے۔ یہ پریسبٹرین ازم کی درست اور صحیح صورت ہے۔ اس باقاعدہ قایم شدہ پریسبٹری کے ایلچیوں سے سنڈ بنتی ہے۔ اور سنڈوں کے ایلچیوں سے جنرل اسمبلی مرکب ہوتی ہے۔ جو کانگرس کے مقابلہ میں ہے۔ یہ پریسبٹرین ازم کا یہ مسئلہ ہے کہ پریسبٹری میں عامۃ الناس بھی حکومت کرتے ہیں۔ اور کہ ممبران پریسبٹری کلیسیا میں ویسے ہی حکومتانہ اختیار اور قدرت رکھتے ہیں جیسے کہ امریکن طرز حکومت میں امریکہ کے باشندگان کے نمائندے کانگرس میں رکھتے ہیں۔ لیکن جب ہم ہندوستان کی پریسبٹریوں کے ممبران پر سرسری نظر ڈالتے ہیں تو ان میں مشابہت میں خاص کسر پاتے ہیں۔ ملک امریکہ کی پریسبٹریوں میں شاید یہ کسر نہ ہو۔ ہمیں معلوم نہیں۔ مگر ہندوستان کی پریسبٹریوں میں وہ کسر ضرور ہے یعنی کہ پریسبٹری کے تمام ممبران کلیسیاؤں کے نمائندے نہیں ہوتے۔ ان میں صرف معدودے چند یعنی کلیسیاؤں کے نگہبان یا پاسٹر اور ایلڈر اپنی اپنی کلیسیاؤں کے نمائندے ہوتے ہیں۔ باقی سب ممبران مبشر یعنی ایونجلسٹ ہوتے ہیں جو اپنے اپنے علاقہ کے سوپرنٹنڈنٹ ہوتے ہیں یا مبشر۔ اور یہ سوپرنٹنڈنٹ اور مبشر بوجہ نہ ہونے پاسٹر کے اپنے درست معنی میں کلیسیا کے نمائندے بھی نہیں ہو سکتے جس کا صریح نتیجہ یہ ہے کہ وہ نہ تو پریسبٹری میں ووٹ دینے کے مستحق متصور ہو سکتے ہیں اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُن کے ذریعہ سے پریسبٹری میں عام لوگ حکمرانی کرتے ہیں۔ ہاں مشن البتہ اس کسر سے مبرا ہے۔ اور اگر ہم ایک قدم اور بڑھائیں اور اسی حیثیت سے سنڈ اور جنرل اسمبلی تک پہنچ جائیں تو وہی کسر بتدریج اُن اعلےٰ محکموں میں بھی التزاماً وارد ہوتی ہے۔ کیونکہ اُن کے نمائندے بھی پریسبٹری ہی سے آتے ہیں جو فی الحقیقت جمہور کے نمائندے نہیں ہیں لہٰذا اُن کے ممبران کے حق میں بھی مذکورہ بالا دونوں نتیجے وارد ہوتے ہیں۔ یہ قیاسی صورت ہے اور اگر ہم پریسبٹری پر عملی طور پر غور کریں۔ تو ظاہر ہے کہ وہ کلیسیاؤں کی مل جلکر کام کرنے والی ایک جماعت ہے۔ جو اپنے اپنے پاسٹروں اور ایلڈروں کے ذریعہ ایک جگہ فراہم ہو کر انتظام کرتی ہے اور کلیسیاؤں کی روحانی بہبودی اور بشارت انجیل کے وسایل اور طریقوں پر فکر کرتی اور عمل پیرا ہوتی ہے۔ مگر جب ایسے خادمان دین آتے ہیں اور کسی امر پر بحث کرتے اور رائے دیتے ہیں جن کا تعلق کسی آرگنائزڈ کلیسیا سے نہیں ہوتا تو وہ معاملہ برآمد ہوتا ہوا نظر نہیں آتا جو پریسبٹرین ازم کے صحیح تصور اور اصول کے مطابق ہو۔ اس صورت میں پاسٹروں اور ایلڈروں کا جو حق ہوتا ہے وہ اُن خادمان دین کے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے جو کلیسیاؤں کے نمائندہ نہیں ہوتے۔ متوخر الذکر اوّل الذکر پر سبقت لے جاتے ہیں۔ یہ دوسرے کے مال پر خاوندی کرنا ہوگا۔ یہ حالت ہندوستان کی قریباً ساری پریسبٹریوں کی ہے۔ خواہ وہ اے۔ پی۔ مشن کے متعلق ہو۔ خواہ یو۔ پی۔ مشن کے۔ خواہ سکاچ مشن کے۔ خواہ آر۔ پی۔ مشن کے یا کنیڈین مشن کے متعلق ہو۔

ان حالات میں ترمیم اور اصلاح کی ضرورت ہے اور اس مشکل کو ضرور حل کرنا چاہیے۔ ہماری دانست میں اس کا حل یوں ہو سکتا ہے کہ جا بجا کلیسیا میں بہت جلد اور کوشش کے ساتھ باقاعدہ طور پر قایم اور اُن پر نگہبان یا پاسٹر مقرر کئے جائیں۔ یہ بات بے قاعدہ سی معلوم پڑتی ہے کہ کسی کلیسیائی مشن میں جو باقاعدہ طور پر آرگنائزڈ ہوئی ہو ایسا موڈریٹر یا میر مجلس مامور ہو جو کلیسیا کی طرف سے اُس کا پاسبان مقرر نہ ہوا ہو اور پھر وہ پریسبٹری میں بحیثیت میر رائے دے۔ اور ایسا ہی مشن سوپرنٹنڈنٹوں کا بھی پریسبٹری میں رائے دینا اور پریسبٹری کا ممبر بننا قاعدے کے برخلاف معلوم ہوتا ہے اور کلیسیاؤں پر وہ اختیار عمل میں لایا جاتا ہے جو در اصل درست طور پر ایسے ممبران کو حاصل نہیں یہ پریسبٹرین ازم کے خلاف ہے۔

---

## گرجہ میں سنجیدگی اور تنظیم کی ضرورت

ہندوستان میں ہندوستانی قوموں کے اندر جس قدر

تعظیم اور سنجیدگی عبادتخانوں میں داخل ہونے اور عبادت کرنے کے وقت کیجاتی تھی اور اب بھی ہوتی ہے۔ ویسی مغربی ممالک میں بہت کم نظر آتی ہے۔ سب سے پہلے دل کو عبادت کے لئے تیار کرنا۔ پھر نہانا۔ دھونا کپڑے بدلنا۔ معبد میں داخل ہوتے وقت جوتا اُتارنا سنجیدگی سے ہاتھ جوڑنا۔ سر جھکانا اور اپنے مقام پر بڑے ادب سے بیٹھ جانا۔ اور بغور ذکر عبادت میں مشغول ہونا اکثر دیکھا جاتا ہے۔ مگر ہمارے گرجوں میں ایسا بہت کم دیکھا جاتا ہے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ سنجیدگی اور تعظیم بالکل معدوم ہی ہے۔ مگر بہت سی باتیں ایسی ہیں جن میں اصلاح کی اشد ضرورت ہے۔ ہمارے بھائی پادری آر۔ ایم واعظ صاحب نے کسی گزشتہ اشاعت میں بڑے اختصار کے ساتھ اس ضرورت کا ذکر کیا ہے۔ ہماری دانست میں ہندوستانی کلیسیاؤں کے پاسٹر اور دیگر ذمہ دار کلیسیائی بزرگوں اور عہدہ داروں کو اس طرف خاص توجہ دینا چاہئے۔ ہمیں امید ہے کہ پادری واعظ صاحب اپنی کلیسیا میں ضرور ایسی اصلاحوں پر جلد عملدرآمد کر رہے ہونگے۔ کیونکہ اشد ضرورت ہے کیونکہ حکم سے نمونہ بہتر ہے۔ قدیم زمانہ میں بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ وہ خداوند کے حضور بڑی تیاری اور سنجیدہ خوف کے ساتھ حاضر ہوا کریں۔ خدا کے گھر میں داخل ہوتے وقت اور جب تک کہ وہاں رہیں بڑے ادب سے اور سنجیدگی سے اور ظاہری اور باطنی ہر دو تیاری سے خدا کے گھر میں داخل ہونا اور وہاں بیٹھنا چاہئے۔ اپنا تن اور من اس وقت اس کے سامنے رکھ دینا چاہئے۔ اور عبادت میں ایسے محو ہو جانا چاہئے کہ خدا کی حضوری کے سوا ہمیں کچھ بھی محسوس نہ ہو۔ اور واپس آتے ہوئے بھی وہی سنجیدگی اور تعظیم برتنا چاہئے تاکہ ہم اس کی برکتوں سے مالا مال ہو کر اپنے اپنے گھروں کو واپس آویں۔

---

## ایک نصیحت آموز کہانی

(انگریزی ترجمہ)

کہتے ہیں کہ کسی ملک میں ایک غریب آدمی ہمیشہ گرجے میں جایا کرتا تھا۔ اُس غریب آدمی کا نام سیموئیل تھا۔ یہ سادہ آدمی جہاں جگہ دیکھتا وہاں ہی جا بیٹھتا تھا کسی اونچ نیچ جگہ کا کچھ بھی خیال نہ رکھتا۔ اُس کو معزز لوگوں کی کرسی یا بنچ پر بیٹھتے دیکھ کر وہاں کے انگریز لوگ ناک بھوں چڑھایا کرتے مگر اُس کو اونچ نیچ کا مطلق خیال نہ ہوتا تھا۔ آخرکار ایک دن پادری صاحب نے اُس کی یہ بےباکانہ روش دیکھ کر اُس کے پاس آکر کہا۔ بھائی سیموئیل آپ گرجے نہ آیا کریں۔ یہ آپ کے لئے بہتر ہوگا کیونکہ بہت سے امیروں کو آپ کا آنا ناگوار گذرتا ہے۔ یہ سنکر بیچارہ سیموئیل اپنے گھر جا کر زار زار رویا کیونکہ وہاں کوئی اور گرجہ نہ تھا جہاں وہ چلا جاتا۔ یہ شخص دل سے خداوند یسوع مسیح سے محبت رکھتا تھا۔ جب سیموئیل رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ دیکھ خداوند انہوں نے مجھے تیرے گھر سے بھی نکال دیا ہے۔ تو خداوند مسیح خود اُس کے سامنے آ موجود ہوا۔ اور کہنے لگا کہ سیموئیل تو نہ رو دیکھ وہ تو مجھ کو بھی اندر آنے نہیں دیتے۔ مگر یہ لوگ میری عبادت کرتے اور سمجھتے ہیں کہ میں حاضر ہوں۔ لیکن مجھ کو اندر نہیں آنے دیتے۔ یہ صرف رسم ادا کرتے ہیں۔ اگر یہ لوگ دل سے میری عبادت کرتے اور میں اُن میں حاضر ہوتا۔ تو وہ کبھی ایک چھوٹے بھائی کو حقیر نہ جانتے۔ سو آگے کو تو میری عبادت گھر ہی میں کیا کر۔ میں یہاں حاضر ہو کر تیری عبادت قبول کرونگا ❊

---

## ہمارا فرض کیا ہے؟

افسوس ہے کہ آجکل اکثر گرجوں میں وہ خود حاضر نہیں ہوتا۔ اگر وہ خود حاضر ہو ہمارے گرجے جانے اور وہاں بیٹھنے اور سننے کا کچھ اور ہی رنگ ڈھنگ ہو جائے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ بادشاہوں کا بادشاہ حاضر ہو اور ہم لاپرواہی سے اُس کے حضور جائیں اور بیٹھیں اور سنیں یا گیت گائیں۔ ہاں اگر ایسا ہو تو ہم بڑی بھاری غلطی کرتے ہیں۔ وہ ہمارا پورا دل چاہتا ہے۔ اگر دل کا ایک گوشہ بھی کسی اور چیز سے رُکا ہوا ہوگا۔ تو وہ دل اُس کے لائق نہیں ہے۔ ہم کو چاہئے کہ پورے ہفتے اپنے دلوں کو تیار کرتے رہیں۔ ہر ایک نامناسب چیز کو اس کی مدد سے اپنے دلوں سے نکال دیں اپنے تمام اعضا اُس کے تابع کر دیں۔ گرجے سے پہلے اپنے دل کو بالکل خالی کر کے جائیں۔ رستے میں اور گرجے میں بیچ بیچ دعا کرتے رہیں۔ کیونکہ وہ بڑی آزمائش کی جگہ ہے۔ کیونکہ جب خداوند کے فرزند اس کے حضور فراہم ہوتے ہیں تو شیطان بھی اُن کے درمیان ہوتا ہے۔ اگر ہم ہر وقت خدا ہی کو تاکتے رہیں گے۔ تو ہم ضرور شیطان پر فتح پاویں گے۔ جب ہمارے دل گرجے میں خالی جائینگے۔ تب ہی خداوند ہمارے دلوں کو اپنے فضل اور اطمینان سے جو ساری سمجھ سے باہر ہے۔ اپنی پہچان اور محبت میں محفوظ رکھیگا اور ہم برکتوں سے مالا مال ہو جائینگے۔ ناممکن ہے کہ ہم بادشاہوں کے بادشاہ پاس لائق طور پر جائیں اور وہ ہم کو خالی ہاتھ واپس بھیجے۔ ہمیں خداوند کے حضور بڑی ہوشیاری اور آداب سے جانا لازم

---

نورافشاں کو قلمی امداد سے فراموش نہ کیجئے





## شادی صغرسنی کی تائید میں لنڈن میں جلسہ

تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ کہ لندن میں بصدارت آرچ بشپ آف کنٹربری ہر فرقہ اور طبقہ کے نمائیندوں کا ایک جلسہ بدیں غرض منعقد ہوا کہ شادی صغرسنی کے رواج کو فروغ دیا جائے۔ چنانچہ سر ملکم نے جملہ پادری صاحبان سے درخواست کی کہ وہ صغرسنی کی شادی کے جاری کرنے میں ہماری مدد کریں۔ اور وجہ بیان کی اس سے نہ صرف صلبی امراض ہی کا ازالہ ہوتا ہے۔ بلکہ موجودہ جنگ کی وجہ سے جو مردوں کی کمی واقع ہوئی ہے اس کی تلافی بھی ہو جائے گی اور ساتھ ہی اس بات پر بھی زور دیا کہ اس بارہ میں والدین کے جملہ اعتراضوں کو رفع کرنے کی سعی بھی کیجائے۔

ہماری دانست میں یہ فعل جیسا کہ اخلاقاً ویسا ہی طبعاً معیوب ہے اور اس کا نتیجہ ہر نقطۂ خیال سے نامناسب اور مضر ہے۔ تمام مذاہب کی بنیادی دینی کتب کے خلاف ہے۔ کمسن عورتوں اور مردوں کی جسمانی اور اخلاقی کمزوری کا موجب ہے۔ ایسی شادی سے اولاد نحیف اور ضعیف پیدا ہوگی۔ علوم و فنون کی ترقی میں سخت نقصان اور روک حائل ہوگی۔ گناہ کی طرف رغبت ہوگی۔ ہمیں حیرت آتی ہے۔ کہ جب جدید تہذیب کے لحاظ سے یہ امر موجودہ اصلاحوں میں سے ایک ہے اور ہندوستان میں اس کی سخت مخالفت کیجاتی ہے۔ مگر مغربی مہذب دنیا میں اُس کے رواج دینے پر زور دیا جاتا ہے۔ اور اخبارات کے سننے سے۔ کہ کنٹربری کے آرچ بشپ صاحب ایسے جلسہ کے صدر مجلس بننے پر رضامند ہو گئے۔ اور دیگر پادری صاحبان سے اس امر کی اپیل کیجاتی ہے تو ہماری حیرانگی کی کوئی حد نہیں رہتی۔ تاہم کہ ایسی تجویز کی ابتدا ہی سے بیخ کنی جائے۔ اور ہمیں امید ہے کہ ہمارے سید ارمغز دلیر اے صاحب جن کی دور اندیشی اور بہی خواہ طبیعت اور حسن انتظام سے ہندوستان میں بڑی بڑی سوشیل اصلاحیں ہو رہی ہیں۔ وہ ایسی قبیح تجویز کو کبھی اس ملک میں در آنے نہ دینگے۔ اور ساتھ ہی ہندوستان کے ہر ملت اور گروہ کے لیڈر اس کی سخت مخالفت کریں گے ✦

---

## قیصر جرمن کی جبلی طبیعت

یہ ایک کلیہ قاعدہ ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی قاعدہ سے کو جب ہم مدنظر رکھ کر قیصر جرمن کی جبلی طبیعت کا موجودہ جنگ کے جملہ پہلوؤں سے نتیجہ نکالتے ہیں تو ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی طبیعت ابتدا ہی سے جابلی اور فتنہ پرداز ہوگی جس کی پختگی اور کمال کا اظہار اب ہو رہا ہے۔ اس امر کی تائید میونسپل گزٹ لاہور کے اس تازہ بیان سے ہوتی ہے جو اس نے اپنے ایک اشاعت میں کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ حضرت بچپن ہی سے شریر ہیں۔ ان کے بچپن کی شرارتوں کے قصے اب تک زبان زد ہیں۔ یہ چار برس کی عمر میں جب شہنشاہ ایڈورڈ مرحوم کی شادی کی تقریب پر لندن تشریف لے گئے تھے تو رسم نکاح کے وقت جو ونڈسر کے گرجا سینٹ جارج میں عمل میں آئی تھی۔ اپنے دوسرے ماموں ڈیوک آف ایڈنبرا کے پاس بٹھلایا گیا۔ مگر اس کی شوخ طبیعت بھلا اس کو کب نچلا بیٹھنے دیتی تھی۔ اودھر اودھر بھاگ دوڑ کے علاوہ شور و غل مچانے لگا۔ ماموں نے اسے خاموش بٹھلانے کی ہر چند کوشش کی مگر ایک پیش نہ گئی۔ یہ دیکھ کر ڈیوک آف ایڈنبرا نے دو تین طمانچے رسید کئے۔ کیونکہ ملکہ وکٹوریہ بھی اُس کی شرارت سے ناراض ہو رہی تھی۔ طمانچے کھا کر تھوڑی دیر تو چپکا بیٹھا رہا مگر پھر وہی شوخی کرنے لگ پڑا۔ اور ماموں جان سے خوب ہی خوش بدلہ لیا۔ چنانچہ جب وہ دعا کے لئے دو زانو ہو کر جھکے تو اس نے ان کے پاؤں پر دانت کاٹ لیا۔

---

## لوتھر کی رائے ۱۱۹ ویں زبور پر

مارٹن لوتھر کی اپنی بائبل میں جو برلن کے ہونڈ برگ مارک میوزیم میں محفوظ ہے سنہ ۱۵۴۲ عیسوی کا اُس کے اپنے ہاتھ کا یوں لکھا ہوا موجود ہے۔ "اگر تیری شریعت میری خوشی نہ ہوتی تو میں اپنی مصیبت میں ہلاک ہو جاتا" (زبور ۱۱۹: ۹۲) اُس نے اس کل زبور کی بابت ایبٹ آف نیورمبرگ کو اس طرح لکھا کہ "میں نے اپنے آپکو اس زبور کے ساتھ خاص طور پر زیادہ ملحق کر دیا ہے اور سچ مچ مجھے ایسا قسم کا حق حاصل ہے۔ کہ میں اس کو اپنا (زبور) کہوں۔ یہ میرے خوب حسب حال ہے۔ اس نے مجھے بہت سی مشکلات سے بچا لیا ہے۔ جہاں سے مجھے نہ تو شہنشاہ نہ بادشاہ نہ دانا لوگ اور نہ ہی مقدسین نکال سکتے اے میرے دوستو یہ مجھے تمام اعزازوں۔ دنیا کی تمام طاقت سے بڑھکر عزیز ہے۔ اگر ہو سکتا تو میں تمام دنیا کے عوض میں بھی اس کو نہ دے دیتا۔"

(انڈین وٹنس)

## آنریبل مسٹر گوکھلے (مرحوم) ریلگاڑی کے درجہ اول میں

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آنریبل مسٹر گوکھلے مرحوم ریلگاڑی کے درجہ اول میں سفر کر رہے تھے کہ ایک یورپین جنٹلمین بھی اُسی کمرہ میں آ بیٹھے مسٹر گوکھلے اس وقت دھوتی پہنے ہوئے اور ماتھے پر تلک لگائے اپنے پورے ہندوستانی لباس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ صاحب موصوف کی نظر جب مسٹر گوکھلے پر پڑی تو آپ کے تیور بدل گئے ادھر گوکھلے بھی مزے سے بیٹھے ناول پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے بھی صاحب مذکور پر کچھ التفات نہ کی۔ اس ہندوستانی کی یہ روش یورپین جنٹلمین کو سخت ناگوار گذری۔ اور اس کو دق کرنے کے لئے اُس کی طرف پاؤں پھیلا کر بیٹھ گیا اور پھر سگار کا دھواں اس کی طرف چھوڑنے لگے۔ مسٹر گوکھلے نے اس کی بھی کچھ پرواہ نہ کی اور اپنی جگہ چھوڑ کر کمرہ کے کسی کونے میں دبک کر جا بیٹھا۔ اور بمبئی تک اسی حالت میں سفر کیا۔ سٹیشن پر پہونچکر جب صاحب بہادر نے دیکھا کہ سٹیشن پر بہت سے ہندوستانی اور یورپین جنٹلمین کسی شخص کی پیشوائی کے لئے موجود ہیں۔ اور وہی شخص ہے جس کو میں نے اس قدر تنگ اور دق کیا تھا۔ اور وہ ہندوستان کا شہرۂ آفاق مسٹر گوکھلے ہے۔ تو آپ کی آنکھیں کھلیں۔ اور موقع پاکر گوکھلے سے نہایت ادب اور عجز کے ساتھ معافی مانگی۔ مسٹر گوکھلے نے صرف یہی جواب دیا کہ اگر میں پہلے ہی تمہیں اپنے نام سے آگاہ کر دیتا تو تم مجھ سے بُرا سلوک نہ کرتے۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ ہندوستانی حیثیت سے میرے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ جو سلوک میرے ساتھ ہوا ہے آپ خوب جانتے ہو۔ اس کا جواب سوائے خاموشی اور ندامت کے اور کیا ہو سکتا تھا۔ سچ ہے ؎

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد۔

ہمیں لازم ہے کہ خواہ کوئی امیر ہو خواہ غریب۔ خواہ ذی رتبہ ہو خواہ ذلیل سب کے ساتھ بڑے اخلاق اور پیار سے برتنا اور سلوک کرنا چاہیے۔

---

## نور افشاں کی موجودہ حالت

مسٹر جی۔ ایم تائب نور یاری تحریر فرماتے ہیں۔

تمام مسیحی احباب تو بخوبی جانتے ہیں کہ نور افشاں ہی ایک ایسا اخبار ہے جس کو کم از کم ہندوستان کے مسیحی اردو اخباری طبقہ میں فوقیت حاصل ہے۔ اور مذہبی رنگ میں تو شاید ہی کوئی اخبار اُس کا مشبہ ہو سکتا ہے۔ جس طرح انسان اپنی زندگی کے بہت سے انقلابات میں سے گذرتا ہے۔ اسی طرح اس قومی ہمدرد و معاون نے بھی بہت انقلاب دیکھے ہیں۔ لیکن اس کی زندگی میں کوئی ایسا زمانہ نہیں گزرا جس میں اس نے مرد میدان ہو کر مخالفوں کے مقابلہ میں خم نہ ٹھونکا ہو۔ اور نہ انکو دندان شکن جواب دیئے ہوں۔ لیکن جب پریس ایکٹ کے زبردست تازیانہ نے سب اخبارات کو اپنا مطیع و منقاد کر لیا تو اب اُس نے علمی مشاغل اور قومی خدمت کا بیڑا اٹھایا۔ چنانچہ آجکل جو حالت اس اخبار کی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اب اُس کی زندگی میں کچھ اور انقلاب ہے۔ اور اس انقلاب کی وجہ اس کے اسسٹنٹ ایڈیٹر لائق و معزز پادری بی کیول سنگھ صاحب امرتسری کی طرز تحریر اور ان کے لیڈنگ آرٹیکل کی بندش جو ان کے فکر معانی کا نتیجہ ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لائق ایڈیٹر صاحب کی توجہ نے اُس کے نائب میں مضمون آفرینی کی ایک نئی روح پھونک دی ہے۔

پادری واعظ صاحب نے جو رائے اخبار نور افشاں کے متعلق پیش کی ہے۔ اگر اسکو میری طرف سے کوئی لا پرواہی یا تملق خیال نہ کرے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ بالکل درست ہے البتہ ایک شکایت تو ضرور ہے کہ جب مسٹر واعظ اپنے پُر مغز نصیحت کی غزلیات سے مذہ چاہتے ہیں تو کیوں اخبار کی چند ایک سطور کو اپنے نتائج افکار گوہر بار سے مرصع و مزین نہیں کرتے۔ کیوں ایسی پھبتی کہکر ہمارے آشفتہ ہوئے مسیحی شعرا کو جو شاید جوان ہو کر اچھا کلام کہنے لگیں سرم کا جامہ پہناتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ پادری مسٹر واعظ کہنے یا کہنے والوں کی ہمت کو دو بڑھائینگے۔ ہمارے لائق اور معزز ایڈیٹر صاحب نے قرار بار کوشش کی کہ اچھے مسیحی شاعر دستیاب ہوں مگر جب کوئی خیال ہی نہ کرے تو کیا کیا جائے۔

(ہمارے مہربان مسٹر تائب صاحب کو واضح ہو کہ پادری واعظ صاحب کے علاوہ آگرہ سینٹ جانس کالج کے ہیڈ ماسٹر اے زہیر بی۔ اے اور پروفیسر سموئیل۔ لاموئیل صاحب بی۔ اے اور حکیم کریم الدین برق اور خود تائب صاحب تو ہیں علاوہ ان کے اور بھی نامی گرامی صاحبان اپنے نظم و نثر کلاموں سے اس ہیچمیرز کی امداد فرماتے رہتے ہیں جن کا دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ اور التماس ہے کہ وہ نور افشاں کو بھول نہ جائیں۔ ایڈیٹر)

---

یسوع نے کہا جہان کا نور میں ہوں جو کوئی مجھ پر ایمان لاتا ہے اندھیرے میں نہ چلیگا۔

## فن نرسنگ کی ابتدا

نرسنگ کا فن کل نہایت مفید سمجھا جاتا اور نہایت ضروری ہو رہا ہے اور آجکل اس کی بڑی ضرورت ہے۔ اس ہنر کی موجد انگلستان کی ایک عورت فلارنس نائیٹ انگیل تھی۔ میدان جنگ میں جو سپاہی زخمی ہوتے یا بیمار پڑتے اُن کی تیمارداری کے فن کی تعلیم کی ضرورت سب سے پہلے اسی انگریز خاتون کو محسوس ہوئی۔ اسی کی تقلید میں آج دنیا بھر میں نرسنگ کی تعلیم اعلیٰ پیمانہ میں ہوتی ہے اور اُس سے ہزاروں لاکھوں کو فایدہ پہنچتا ہے۔ جب جنگ کریمیا میں سپاہیوں کی تکالیف کی خبر پہونچی تو اُسی وقت سپاہیوں کی تیمارداری کے لئے میدان جنگ کو روانہ ہوگئی۔ قبل ازیں اُس کو نرسنگ کی تعلیم دی گئی تھی جب وہ وہاں پہونچی تو اس نے میدان جنگ اور خیمہ گاہ میں اپنے ہنر کے خوب جوہر دکھائے۔ اور وہ بیماروں اور زخمیوں کے درمیان ایسی ہر دلعزیز ہوگئی تھی کہ جب وہ اُنکی جھونپڑیوں اور خیموں کے پاس سے گذرتی تھی تو وہ اُس کے سایہ یعنی پرچھائیں کو چومتے اور بوسہ دیتے تھے۔ سپاہی لوگ اُس کو رحمت کا فرشتہ اور "لیڈی وِد دی لیمپ" یعنی لیمپ والی خاتون کہا کرتے تھے۔ کیونکہ رات کے وقت ہاتھ میں لیمپ لیکر ان کے معاینہ کے لئے برابر اُن میں پھرتی رہتی تھی۔

---

## فلارنس نائیٹ انگیل کو یہہ دلچسپی کس طرح پیدا ہوئی

یہ معلوم کرنا بھی دلچسپی اور فایدہ سے خالی نہ ہوگا کہ فلارنس نائیٹ انگیل کو اس ہنر میں دلچسپی کس طرح سے پیدا ہوئی۔ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اس کو اپنے نرسنگ کے ہنر کا تجربہ اپنی ہی گڑیا کی تیمارداری سے پیدا ہوا تھا جس کے اعضا ٹوٹ گئے تھے اور سر میں بھی ضربیں آئی تھیں۔ اس گڑیا کے اعضا کی مرہم پٹی اُس نے بڑی خوبی اور نرم مزاجی اور اُس ہمدردی کے ساتھ کی جو اس کی ذات میں خدا نے ودیعت کر دی تھی۔ جوں جوں وہ بڑی ہوتی گئی اس کا یہہ شوق اپنے پالے ہوئے بروں اور دیگر جانوروں کی جو بیمار ہو جاتا کرتے تھے یا جب اُن کو چوٹ لگ جاتی تھی تیمارداری اور مرہم پٹی کرنے میں بڑھتا گیا۔ اور وہ نہایت پیار اور شفقت کے ساتھ ان کی خبرگیری کرتی تھی۔ اُس کا سب سے پہلا مریض ایک کتا تھا۔ یہ کتا اُس کے والد کے ایک چرواہے کا تھا۔ ایک دن اس نے سنا کہ لڑکوں نے اس کتے کو سخت ضربیں لگائی ہیں اور چرواہا چاہتا ہے کہ کتے کو مار ڈالے تاکہ وہ بہت دکھ نہ پائے۔ اگرچہ نائیٹ انگیل اس وقت چھوٹی لڑکی تھی تو بھی وہ اُس چرواہے کے ہاں گئی اور وہاں سے گرجے کے ایک پادری صاحب کی مدد سے اس نے کتے کی ایسی ترس اور محبت کے ساتھ خدمت اور علاج معالجہ کیا کہ وہ بہت جلد تندرست ہوگیا۔ اس اور دیگر اسی قسم کے معالجوں اور نرسنگ سے اس فن میں اس کے شوق اور محبت لگاتار دن بدن بڑھتی گئی۔ اور نہایت شہرۂ آفاق ہوگئی یہی نرسنگ کے فن اور ہنر

---

## امریکن سنڈے سکول یونین

شمالی امریکہ کی سنڈے سکول یونین امسال اپنی صد سالہ سالگرہ منانے کی کوشش اور تیاری کر رہی ہے۔ اس سنڈے سکول یونین کا سب سے پہلا پریزیڈنٹ مسٹر الگزنڈر ہنری تھا۔ اس کے افسران میں بڑے بڑے عالم فاضل مدبر۔ قانون دان۔ دولتمند اور ذی مرتبہ سوداگر شامل ہیں۔ امریکہ میں ۲۳۰ سے زیادہ کارکنان فیلڈ مشنری اس یونین کے کام میں سرگرم کار ہیں۔ یہ سرگرم کام کرنے والے ایسی جماعتوں اور گروہوں کے درمیان بہت سکول قایم کرنے اور اُنکو ہر طرح سے کامل بنانے میں مشغول ہیں جہاں ابھی تک مذہب نے ترقی نہیں کی ہے۔ ایسے مقامات میں اُن کے سامنے بڑی بڑی مشکلات حائل ہیں اور اُن میں سے بہتوں نے اس مہم کام میں سخت نقصان برداشت کئے ہیں جسقدر سنڈے سکول تاحال قایم کئے گئے ہیں اُن سب کی بنیاد "یونین پرنسپلس" یعنی "اصول اتحاد" پر قائم ہے۔ یہ اصول اتحاد کا ایسا قاعدہ ہے کہ کسی پروٹسٹینٹ چرچ کو کسی قسم کے اعتراض یا مخالفت کی گنجایش نہیں ہے۔

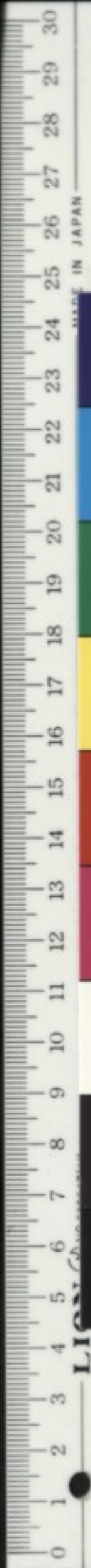
---

## خاطر جمع رکھو

خداوند یسوع مسیح کے ان الفاظ میں جو اُس نے عین اُس وقت فرمائے تھے جبکہ دکھ کے سیاہ بادلوں کی کالی گھٹا اُسکے چاروں طرف چھائی ہوئی تھی اور بڑے زور شور سے برسنے والی تھی کیسی خوشی اور تسلی کے خزانے بھرپور نظر آتے ہیں۔ اُن سے کیسی دلیری اور ہمت بیکسی کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ اُس نے اپنے پیارے شاگردوں سے بڑی محبت بھری زبان سے فرمایا "میں نے تم سے یہ باتیں اس لئے کہیں کہ تم مجھ میں اطمینان پاؤ۔ دنیا میں مصیبت اُٹھاتے ہو لیکن خاطر جمع رکھو میں دنیا پر غالب آیا ہوں"۔ پولس رسول کے لئے یہ الفاظ کیسے پرتاثیر اور ہمت افزا تھے جبکہ اُس کے تہ دل سے یہ الفاظ نکلے کہ "اس لئے میں مسیح کی خاطر کمزوریوں میں بےعزتیوں میں۔ احتیاجوں میں ستائے جانے میں۔ تنگیوں میں خوش ہوں۔ کیونکہ جب میں کمزور ہوتا ہوں اُسی وقت زورآور ہوتا ہوں"۔ اور اس زمانہ میں ہمارے لئے خداوند مسیح کے اور پولس رسول کے الفاظ کیسے تسلی بخش اور حوصلہ افزا ہیں۔ جبکہ اندر اور باہر ہر طرف سے ہندوستانی مسیحی کلیسیا پر بےعزتیوں۔ احتیاجوں اور تنگیوں کے بادلوں کی کالی گھٹا چھائی ہوئی ہے۔ اور ہر طرح کی کمزوری سے کمزور ہے۔

# بمبئی کا مباحثہ

ایک عرصہ دراز سے محمدی مشن مسلمانوں کے درمیان دینی خدمت کرتی تھی۔ ابتدا میں سی۔ ایم ایس مشن نے اُس شاخ کا کام جو مسلمانوں میں کام کرنے کی مقرر ہوئی تھی۔ گو اس وقت ایس پی جی مشن بھی تھی پر اُس کا کام کلیسیا میں اور مدرسہ و منادی کے ذریعہ زیادہ ہوا کرتا تھا۔ مگر سی۔ ایم ایس نے شروع ہی سے مسلمانوں میں مباحثہ کرنے کی تجویز کی تھی۔ ایک دیسی مشنری جان علی صاحب چند عرصہ تک خدمت کرتے رہے۔ بعد اُن کے پادری ڈیکار صاحب نے چالیس سال برابر نہ صرف بمبئی میں بلکہ علاقہ بمبئی کے اُن قصبات میں جہاں کہیں مسلمان رہا کرتے تھے انجیل کی بشارت دی اور مسلمانوں سے اس قدر ارتباط و اتفاق پیدا کر لیا کہ جو شخص باہر سے بمبئی میں آتا وہ اُن کا نام دریافت کرتا تھا۔ وہ ابتدائی زمانہ مسلمانوں میں منادی و مباحثہ کرنے کے لئے نہایت خطرناک زمانہ تھا۔ صاحب ممدوح کے ایک کیٹی کسٹ کو اندر شہر بمبئی میں ایک مسلمان نے شہید کر دیا اور کئی ایک مارے اور ستائے گئے صاحب موصوف معہ اپنے خاندان خدا کی خدمت میں ہمہ تن مشغول و مصروف تھے۔ علاقہ بمبئی میں ۴۰ سال خدمت کر کے اپنے وطن مالوف کو رٹائر ہو گئے مجھے اُن کے ساتھ خدمت کرنے کا شرف آخری سال حاصل ہوا جس میں میں نے چند کارآمد سبق مسلمانوں میں خدمت کرنے کے سیکھے وہ یہ تھے۔ مباحثہ میں پیغمبر عرب یا آپ کے پیغمبر یا حضرت کے نام سے مخاطب ہونے۔ نیز جب مسلمانوں کو سخت کلامی کرتے دیکھتے تو محمد صاحب یا اور کسی بزرگ کا حلم یاد دلاتے مسئلہ تثلیث یا کفارہ پر عوام سے بحث کا رخ پھیر کر مسیح کی سیرت بتلاتے کسی متلاشی کو جب تک نہ آزماتے بپتسمہ نہ دیتے تھے۔ اُن کے بعد پادری ٹی ڈیوس صاحب اُن کے جانشین مقرر ہوئے۔ انہوں نے تخمیناً دس سال مسلمانوں میں خدمت کی آپ بڑے دور اندیش اور تیز فہم انسان تھے۔ زبان سیکھنے کے بعد آپ کو بھی مباحثہ کا شوق ہوا۔ بمبئی میں ایک خاص مقام پر ہال لیا گیا اور کچھ عرصہ تک بڑے زور شور سے مسلمانوں میں مباحثہ ہونے لگا۔ انہیں ایام میں چند مسلمانوں کا بپتسمہ بھی ہوا جس کے باعث مسلمانوں کی مخالفت اور بڑھ گئی۔ اس پر کام ترقی کرنے لگا۔ چنانچہ موصوف نے ایک اور مشنری ولایت سے منگوایا جن کا نام ہنری جے استھ صاحب ہے جو اسوقت اورنگ آباد میں چاپلین اور مشنری بھی ہیں۔ ڈیوس صاحب کی عدم موجودگی میں جب وہ ولایت تشریف لے گئے تھے آپ نے بھی حتی المقدور مسلمانوں میں خدمت کی۔ پر اس وقت اُردو سیکھ رہے تھے۔ چند ہی دنوں میں آپ کو اچھا ملکہ ہو گیا اور آہستہ آہستہ مسلمانوں سے گفتگو کرنے لگے۔ ڈیوس صاحب کی عدم موجودگی میں آپ نے مدرسہ کی بنیاد ڈالی۔ بورڈنگ اسکول کی ترقی کی کلیسیا کی خبرگیری کرتے رہے۔ علاوہ بریں منادی و مباحثہ میں بھی حصہ لیتے تھے۔ جب ڈیوس صاحب ولایت سے واپس تشریف لائے تو چند وجوہات سے انہوں نے اپنا پہلا ارادہ بدل دیا۔ استھ صاحب کی تبدیلی اورنگ آباد دکن ہوئی اور ڈیوس صاحب بھی چند ماہ کے بعد ہمیشہ کے لئے ہندوستان کو خیرباد کہہ کر اپنے وطن مالوف کو سدھارے۔ اب محمدن مشن بمجبوری ایس پی جی مشن کے حوالے کر دیا گیا۔ اس کے کارگذار بھی تتر بتر ہو گئے۔ ایس پی جی مشن میں کچھ دنوں یونہی کام چلتا رہا آخر کار پادری فرنچ صاحب اس خدمت کے لئے بلائے گئے۔ اس وقت سے اب تک آپ ہی مسلمانوں کے درمیان کام کر رہے ہیں چند ماہ کا ذکر ہے کہ مسلمانوں میں بڑی سرگرمی کے ساتھ مباحثہ ہوا کرتا تھا۔ وہ مسیحی مجمعوں میں اپنے اعتراضات پیش کرتے اور جوابات سنتے اور اسی طرح مسیحی ان کے انجمن میں۔ بارہا مسلمانوں سے یہ سوال کیا گیا کہ بائبل ہوتے ہوئے قرآن کی کیا ضرورت ہے تبلائیے۔ علاوہ بریں آپ لوگ وحدت پر بہت زور دیا کرتے ہیں جو توحید توریت و زبور و انجیل میں ہے اُس سے زیادہ اگر ہو تو تبلائیے یا اور کسی ضروریات دین میں کوئی کسر باقی رہ گئی ہو جس کو قرآن پورا کرتا ہو تو پیش کیجئے۔ پر کافی جواب مسیحیوں کو آجتک نہ ملا اور نہ ملنے کی امید ہے۔ اس لئے اگر ہو تو پیش کریں۔ جب ہے ہی نہیں تو کیا بتلائیں بعض اصحاب الزامی جواب دینے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں اور یوں کہہ کر اپنا پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں کہ جس طرح توریت کے ہوتے ہوئے انجیل کی ضرورت ہے اسی طرح انجیل کے ہوتے ہوئے قرآن کی۔ پر جب یہ کہا جاتا ہے جناب سن جس طرح ہم پرانے عہدنامہ کی تطبیق و تکمیل نئے عہدنامہ سے تبلاتے ہیں کیا آپ بھی ایسی جرأت کر سکتے ہیں۔ کیا جس طرح ہم بائبل کے نفس مطالب کو محور یا مرکز بنا کر اس کو ہر پہلو سے ملا کر اس کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ کیا آپ بھی ایسی موافقت کا بیڑا اٹھا سکتے ہیں تو اس کے جواب میں دوسرا جواب ملتا ہے کہ موجودہ اناجیل منسوخ شدہ اور متحرف ہیں ہم اصل انجیل سے ملا سکتے ہیں۔ اب خدا جانے کہ وہ اصل انجیل کیسی ہے کہاں ہے کس طرف ہے اور کدھر ہے اور اس اصل کو کس نے کب کس لئے کیوں اور کہاں تحریف کی اور منسوخ کیوں کر دیگئی۔ اُس کی علت غائی کیا تھی۔ علاوہ بریں جبکہ وہ اصل انجیل ہی معدوم ہے تو نقل کی اعتبار کیونکر ہو۔ پہلے اصل کو پیش کیجئے تاکہ نقل



کی امتیاز ہو اس لئے کہ حضور کی طرفین فیصل دعوے صورت نہ تہدد۔

ایک مسیحی خادم از جبلپور - انڈین وار ہسپتال

---

# مشرقی اور مغربی مسیحیت

## ہمارے ڈیوینٹی سکول

ناظرین! میں نے گزشتہ نمبر میں طریق عبادت پر بجالمشرقین کا فرق بتادیا تھا۔ اب میں طریق تعلیم الہیات اور طریق اشاعت انجیل پر کچھ عرض کیا چاہتا ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ ٹھنڈے دل سے میری عرض پر غور کرینگے۔

الف۔ کتابی تعلیم کی نسبت اُستاد کا نمونہ زیادہ موثر اور مفید ہوتا ہے پرانا مشرقی تعلیم کا طریقہ موجودہ مغربی طریقہ کے بالکل اُلٹ تھا۔ اُس طریقہ کا نمونہ یہ تھا کہ معلم اور متعلم ایک ساتھ ایک ہی حالت میں رہتے خلوت و جلوت میں اُستاد شاگردوں کو اپنے ساتھ رکھتے۔ اُستادوں کی زندگی شاگردوں میں ایسی اثر کرتی تھی کہ آخر کو یہ کہنا پڑتا تھا کہ

ایلیاہ کی چادر الیسع پر اُتر آئی۔

یشوع میں موسٰے والا ایمان کہاں سے آیا۔ یہہ جواب تو صاف ہے کہ خدا کے فضل سے مگر اب موسٰے کی صحبت سے وہ فضل اُس کے نصیب ہوا۔ موسٰے کے نمونہ نے یشوع کو اس قابل کردیا کہ خدا کے فضل کو قبول کرے۔ یونہی الیسع کو خدا کے فضل سے ایلیاہ کی صحبت نے چار چاند لگا دیئے ربی گملی ایل کی صحبت نے پولس کو کیسا غیرت مند بنایا جس کو خدا کے فضل نے پولس رسول بنایا۔ حضرت محمد کے چار خلیفے کس تعلیم نے بہادر نہیں بنائے۔ صرف محمد صاحب کی صحبت نے ایسا بنادیا کہ یورپ اور ایشیا کے فاتح ہوگئے۔ گورو نانک کے چیلے فقیر اور صلح کل تھے۔ یہ صرف شبانہ روز بابا نانک کے ساتھ رہنے سے ہوا۔ اُس کے خلاف گورو گوبند سنگھ نے اپنی چیلوں کو اپنے ساتھ رکھ کر چڑیوں سے باز مروا دیئے۔ کتابوں سے بہادر اعالم باعمل نہیں بنتے۔ یہ صحبت اور نمونہ کا اثر ہے۔

ہمارے خداوند کی تعلیم کا کیا طریقہ تھا۔ ۱۲ شخص بے علم ماہی گیر عام لوگوں میں سے چُن لئے۔ کوئی کتاب اُن کو نہیں پڑہائی۔ کوئی مدرسہ یا ڈیوینٹی سکول نہیں بنایا۔ زبانی تعلیم دی۔ دن رات ساتھ رکھا۔ ہر بات میں اُن کو اپنا نمونہ دکھایا۔ یہ شاگرد اُس کی زندگی کے سانچے میں ڈھلتے گئے۔ اور آخر کو جب خداوند نے فرمایا! اُس سے بھی بڑے بڑے کام کئے اور تمام دنیا کے فاتح ہوگئے۔ بے علم ماہی گیر دنیا کے اُستاد ہوگئے۔ اُنہوں نے خداوند کی زندگی کو دیکھا اور ہر بات میں اُسی کا نمونہ مد نظر رکھا۔ رسول پولوس نے طیطس اور تمطاؤس کو کیا بنادیا۔ صرف اپنے ساتھ رکھکر۔ کام دکھاکر۔

اب بھی مشرقی ممالک میں کہیں کہیں ایسے راہبان خانے ہیں جہاں عملی تعلیم دیجاتی ہے۔ جہاں معلم و متعلم شبانہ روز ایک ہی جگہ میں رہتے ہیں۔ اکٹھے کھاتے اکٹھے سوتے اُٹھتے بیٹھتے اکٹھے ہی رہتے ہیں۔ آریوں کا گروکل کانگڑی الہ آباد۔ برہمو ڈیوینٹی سکول نمونے موجود ہیں۔ مغربی لوگ وہاں جاکر دیکھیں۔

یہ تو ہے مشرق۔ اب مغربی ڈیوینٹی سکول دیکھئے گوجرانوالہ۔ لاہور۔ سہارنپور۔ الہ آباد۔ بریلی۔ ان جگہوں کو میں جانتا ہوں۔ اگر میں ان جگہوں کی پوری تشریح کردوں تو سخت گراں گزرے گی۔ مگر اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ

چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

کہاں ہمارے خداوند اور رسول پولوس کے ڈیوینٹی سکول۔ اور مشرقی۔ راہبان خانے کہاں یہہ مغربی ڈیوینٹی سکول۔ یہاں ان سکولوں میں کیا طریقہ ہے۔ کتابیں مقرر ہیں۔ تعلیم کے گھنٹے مقرر ہیں۔ اُستاد مقرر ہیں۔ امتحان مقرر ہیں۔ بس آہی زندگی جو اُستاد کے نمونے سے حاصل ہونی چاہیئے وہ ندارد۔ پرنسپل اور پروفیسر نے گھنٹہ دو گھنٹے پڑہایا! بس بنگلے میں شاگرد بیرن میں۔ دوسرے دن پھر جاکر لکچر روم میں اُستاد اور شاگرد روشناس ہوئے۔ نہ تو اُستاد طالب علموں کی مزاج و طبیعت سے واقف نہ شاگرد اُستاد کی خانگی زندگی سے۔ بھلا ایک گھنٹہ میں انسانی زندگی کا کیا پتہ لگ سکتا ہے۔ نیک ہے یا بد۔ اور ایک گھنٹہ کے واسطے نیک ہونا کوئی مشکل نہیں۔ آدھ گھنٹہ کے واسطے بڑے سے بڑا آدمی بھی لیکچر فارم اور پلیٹ پر فرشتہ ظاہر ہوسکتا ہے۔ میں نے اکثر ڈیوینٹی سکول کے پروفیسروں اور پرنسپلوں سے شکایت سُنی ہے کہ ہمارے طالب علم خدا کی خدمت کے واسطے مستعد اور غیرتمند نہیں۔ میں نے اُن کو یہ جواب دیا کہ یہہ سب کچھ نمونہ پر موقوف ہے۔ شاگرد اُستاد کی مانند ہوسکتا ہے۔ جب وہ اپنے اُستادوں کو آرام طلب اپنے اور معقول تنخواہیں پاکر ایک گھنٹہ کام کرتے دیکھتے اور دو چار طالب علموں کو چرچ ہسٹری پڑہاکر پروفیسر بنا دیکھتے ہیں تو یہی روح اُن کے درمیان بھی کام کرے گی۔ کوئی شکایت کی جگہ نہیں۔ سبب پر وہ ناراض ہوجاتے ہیں۔

دور کیوں جاؤ۔ میں مثلاً ایک نمونہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ جن دنوں میں پادری احسان اللہ صاحب نے فقیرانہ طریق یعنے مشرقی طریق پر کلام کی خدمت شروع کی تھی۔ کس طرح کلیسیاؤں کو ہلادیا۔ کیسے کیسے جوان اُن کے پیچھے لگے جن کو کلام کرنے کی تمیز نہ تھی دن رات اُن کی صحبت میں رہ کر تھوڑے سے ہی عرصہ میں قابل نمونہ مسیحی

اور تقاریر واعظ ہوگئے۔ کسی ڈویژن سکول یا سیمنری نے ایسے واعظ پیدا نہ کئے۔ پادری بھولی۔ پادری گرنٹ اہل۔ پادری تموچند۔ یہ کون تھے اور کیا بن گئے۔ اگر اسی مشرقی طریق پر پادری احسان اللہ صاحب قائم رہتے تو آج کلیسیا کی کچھ اور ہی حالت ہوتی۔ مگر افسوس کہ انہوں نے پھر مغربی طریق اختیار کر لیا۔ حالت دگرگوں ہوگئی۔

ب۔ ہمارے بزرگ مغربی صاحبان اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ فلاں مناد بہت سست ہے۔ اس کے کام کا کوئی نتیجہ نہیں۔ لیکن کیا انہوں نے پہلے اس کو آزما کر مناد مقرر کیا تھا۔ یا صرف امتحان سے کر۔ اس کے علاوہ منادوں کا تقرر مشرقی طریق کے خلاف کیا جاتا ہے۔ ہمارے خداوند نے جب ستر مناد مقرر کئے تو دو دو کر کے بھیجے۔ اس میں الٰہی حکمت یہ تھی کہ ایک سے دو بھلے۔ ایک دوسرے کا مددگار۔ صلاحکار۔ ہمدرد دکھ مصیبت میں ساتھی۔ دو سوتے ہیں تو گرم ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کو سست ہونے نہیں دیتے کام کے واسطے سرگرم ہوتے ہیں۔ اکیلا آدمی ضرور سست ہو جاتا ہے۔ پھر اگر صرف بھاڑے کا ٹٹو ہو تو اکیلا گھر میں پڑا رہتا ہے۔ کون دیکھتا ہے کس کو جواب دینا ہے جھوٹی سچی رپورٹ لکھی اور مشنری کے پاس اور ساری تنخواہ کے وقت پیش کر دی۔ یہ مغربی طریقہ ہی ایسا ہے کہ انسان کو سست بنا دیتا ہے۔ البتہ اگر حقیقت میں مناد ہو تو دوسری بات ہے۔ جیسے ہمارے عزیز سادھو سندر سنگھ جی ہزاروں میں ایک۔ یہ ہے مشرقی طریق کا مناد جو انجیل کا واعظ ہے پھر ہمارے مغربی مناد ہمارے مشرقی منادوں کا نمونہ ہیں۔ کوئی تعجب کی جگہ نہیں۔ اگر دیسی مناد سست ہو جاویں۔ یہ روپیہ پر موقوف ہے۔ روپیہ کے مناد جب تک روپیہ ملتا ہے۔ مناد ہیں کسی سبب سے روپیہ بند ہو جاوے تو انجیل بالائے طاق ہے۔ حال ہی میں میں نے ایک دیسی پادری صاحب کا ذکر سنا کہ ان کی تبدیلی ایک جگہ سے دوسری جگہ ہو گئی۔ وہاں کسی سبب سے کچھ روپیہ ان کو کم ملے۔ غصہ کے مارے انہوں نے گرجا ہی نہیں کیا۔ روپے کیوں کم ہو گئے۔ اس موقعہ پر ایک مناد کا قصہ نامناسب نہ ہوگا۔

ایک مشنری صاحب اپنے مناد کو ساتھ لے کر بازاروں میں منادی کرنے گئے۔ بہت لوگ جمع ہو گئے۔ مناد منادی کرتا تھا مگر ذرا آہستہ بولتا تھا۔ پیچھے مشنری صاحب کھڑے تھے وہ اس کو کہتے جاتے تھے کہ ذرا زور سے بولو۔ دو چار دفعہ کہا۔ مگر مناد نے اپنی آواز نہ بدلی۔ ایک ہی ٹون رکھی۔ مشنری صاحب کو بہت برا معلوم ہوا جب منادی کر کے بنگلے کو واپس ہوئے تو راہ میں مشنری صاحب نے مناد سے کہا کہ میں نے کتنی دفعہ تم کو کہا کہ زور سے بولو۔ مگر تم نے خیال نہیں کیا۔ مناد نے عرض کی کہ جناب خیال کیوں نہیں کیا۔ مگر اس تنخواہ میں تو یہی آواز رہیگی۔ اس سے اونچی نہیں ہو سکتی۔

پنجابی مثل ہے "جیہا تیرا لون پانی تیہا میرا کم جانی" جیسے ہندوستانی مثل ہے "جیسا گڑ ڈالوگے ویسا میٹھا ہوگا"

میرا مضمون کچھ لمبا ہو گیا ہے۔ اب بس کرتا ہوں۔ انشاء اللہ کسی وقت مشرقی اور مغربی فقیری پر عرض کرونگا۔

واعظ

## کالکا شملہ ریلوے

او میرے عزیز دوستو۔ آخر آپ کی مراد بر آئی "کالکا شملہ ریلوے" چھپ کر تیار ہے۔ مجھے دوستوں نے تنگ کر رکھا تھا۔ بہتوں نے خواہش کی۔ کہ ہم مدد کرنے کو تیار ہیں۔ خود چھپوا لو۔ مگر خوشی کی بات ہے کہ لاہور رلیجس بک سوسائٹی نے چھپوائی ہے منشی غلام قادر کی معرفت چھپی ہے۔ مجھے ابھی تک قیمت کا حال معلوم نہیں ۶۰ صفحہ کا رسالہ ہے مجھے یقین ہے کہ بہت قیمت نہیں۔ کاغذ کی گرانی کی وجہ سے سوسائٹی نے تھوڑی جلدیں چھپوائی ہیں اس لئے ضرور ہے کہ جلدی درخواستیں بھیجیں۔ ایسا نہ ہو کہ بک جاویں اور پیچھے نہ ملیں۔ یہ رسالہ سالکان حقیقت کا راہنما ہے۔ ضرور دیکھئے۔ واعظ

## قرضۂ جنگ

از قلم میر کریم الدین برق۔ جھبیٹھا ضلع امرتسر

جنگ میں امداد دینا ہے ضرور
بڑھتے جائیں تا کہ راحت اور سرور
خوب ہے یہ دولت آرام و امن
راہ مشکل سے ہے کرنا اب عبور
جرمنی نے فتنہ ہے برپا کیا
اس کی شوخی کو اڑانا ہے ضرور
دائمی ہے خدمت برطانیہ
سایۂ یزداں کا ہے سارا ہی ظہور
قدر اس کی ہم کو کرنا چاہیے۔
عیش و عشرت چھوڑ دو آج ضرور
تن سے اور من سے کرو امداد تم
ہاتھ آئیگا نہیں وقت ضرور
ہند کی ہے بہتری امداد میں
اسمیں کوشش چاہیئے تمام بھرپور
خدمتیں سرکار کی ہیں اور بھی
اس کو کرنا چاہیئے سب سے ظہور
لاؤ گھر سے برق اب مدفون زر
المدد اے دوستان باشعور

# مسیحیوں کی مالی حالت

## ناداری اور تنگدستی کا نتیجہ بیمہ

ہندوستانی مسیحیوں کی مالی حالت جیسی افسوسناک ہے ویسی اس ملک میں کسی گروہ کی نہیں ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ آدمی چلاؤ کے اصول پر کوئی قوم جس کے افراد کا شمار تیس اور چالیس لاکھ کے درمیان ہو عمل کر کے اپنی مفلسی اور تلاشی کا ثبوت دیتی ہے تو وہ ہندوستان کے مسیحیوں کا گروہ ہے۔ پارسی قوم شمار کے اعتبار سے ہندوستان میں سب سے کم ہے یعنی ایک لاکھ سے کچھ اوپر پارسی ہیں۔ مگر تمدنی ترقی میں وہ سب کے سرتاج ہیں۔ بڑے بڑے اولوالعزم سوداگر اور بڑے بڑے کروڑپتی ہیں تو پارسی ہیں۔ تعلیم و شائستگی اور علم و حسن میں بھی پارسی سب کے سرور ہیں۔ جینیوں کا شمار تمام ہندوستان میں بارہ تیرہ لاکھ سے زیادہ نہیں مگر بڑے بڑے ساہوکار کروڑپتی سوداگر اور کاروباری آدمی انہی زرق کے لوگ ہیں۔ سکھوں کا شمار بیس پچیس لاکھ ہے۔ مگر زمیندار اور جاگیردار اور اہل زراعت کا بڑا حصہ اسی گروہ کا ہے۔ اور بڑی آسودگی سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ امرتسر میں سکھوں کا ایک بڑا بھاری کالج ہے۔ گوجرانوالہ میں اگلی ہی میں گورونانک جی کے نام سے [illegible] فیروزپور میں سکھوں کا کنیا مہاودیالہ بڑا بھاری سکول ہے۔ اور پھر قریب قریب تمام بڑے شہروں میں سکھوں کے ہائی سکول ہیں۔ ہندوؤں اور مسلمانوں سے اتر کر عیسائیوں کا شمار تمام ہندوستان میں سب سے بڑا ہے۔ مگر مالی اعتبار سے یہی لوگ سب سے نچلے درجہ پر ہیں۔ یہ افسردہ اور پست شکستہ حالت کیوں ہے؟

اس کے دو بڑے سبب ہیں (۱) عیسائیوں میں زیادہ تر وہ لوگ ہیں جو ہندو یا مسلمانوں سے آئے ہیں۔ گھر بار عزیز چھوڑ کر مسیحیت میں شامل ہو گئے ہیں۔ لازماً وہ جدی جائیداد سے محروم نہیں ہو سکتے مگر ہندو یا مسلمان رشتہ دار عداوت کے خیال سے زبردستی دبا کر زمین کا حصہ دبا لیتے ہیں بجز مسیحی ہو جانے کے وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ اس سے وہ مسیحی مذہب کو چھوڑ کر ہمارے پاس واپس چلا آئیگا۔ مگر عموماً ایسا نہیں ہوتا۔ اگر وہ مسیحی اپنی جائیداد لینا چاہے تو عدالت میں جا کر لے سکتا ہے۔ اس سے مقدمہ چلانے کے لئے روپیہ درکار ہوتا ہے۔ جو عموماً انہیں نہیں پہنچتا مجبور ہو کر جائیداد سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ اور شروع ہی سے ان کو ادنیٰ نوکری پر بسر اوقات کرنا پڑتی ہے (۲) طرز معاشرت مسیحیوں نے انگریزی طرز معاشرت اختیار کر لی ہے جو بڑی گراں پڑتی ہے۔ جس آدمی کو سو روپیہ ماہوار ملتا ہے وہ اپنی رنگت کے سوا باقی باتوں میں پورا صاحب ہے۔ اور اس کے ہمسایہ میں جو بیس روپے پانے والا رہتا ہے وہ بقول خربوزہ کو خربوزہ دیکھ کر رنگت پکڑتا ہے صاحب کی تقلید کرتا ہے۔ اور یہیں بڑے جھگڑے واصل پڑتی ہے۔ انگریزی وضع اور طرز معاشرت کے لئے بہت روپے کی ضرورت ہے۔ تیرا خانساماں اگر دس روپے ماہوار پاتا ہے تو دس پندرہ روپے اوپر سے صاحب اور میم صاحب کو دھوکا دے کر ہضم کرتا ہے قصہ کوتاہ انگریزی طرز معاشرت بڑی گراں ہے جو آدمی اسے اختیار کرتا ہے۔ وہ نہ صرف خود ہی مالی مشکلات میں پھنستا ہے بلکہ اپنے کمتر درجہ کے غریب بھائیوں کو بھی بالواسطہ تباہی میں پھنسنے کی تحریک دیتا ہے اگر پچاس روپے ماہوار مشاہرہ والے ہندو اور عیسائی کا مقابلہ کیا جائے تو بڑا فرق ظاہر ہوتا ہے۔ ہندو کے گھر میں پچاس ساٹھ روپے کے پیتل کانسی کے برتن نکلیں گے جنہیں بوقت ضرورت فروخت کرنے سے روپیہ کے چودہ یا تیرہ آنے وصول ہو جاتے ہیں۔ مگر عیسائی کے گھر میں تانبے چینی کے پیالے اور پلیٹیں نکلیں گی جن کے کباڑی دو پیسے سے زیادہ دام نہ دیگا۔ خلاصہ اس بحث کا یہ ہے کہ ہماری طرز معاشرت ہماری مالی حالت کی ذمہ وار ہے۔ ہمارے اخراجات اس قدر بڑھے ہوئے ہیں اور جن کے بڑھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اگر ہم اپنی مقررہ آمدنی میں گزارہ نہیں کر سکتے۔ ہر مہینے کسی نہ کسی کے دس بیس کے قرضدار رہتے ہیں۔ یہ واقعی بڑے افسوس کی بات ہے کہ پڑھے لکھے شائستہ وضعدار اور بازاروں میں زور سے منادی کرنے والے پلپٹ پر چڑھ کر دھواں دھار وعظ کہنے والے صاحب اپنے گھر کا بندوبست نہیں کر سکتے اور مالی دقتوں کا شکار بنے رہتے ہیں۔ ایسی حالت میں ہماری منادی اور وعظ گوئی کا کیا اثر ہوگا۔ کچھ نہیں۔

چادر کے باہر پاؤں پھیلانے والے لوگ ایک بڑے مرض کی زنجیر میں گرفتار پائے جاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ان کے گزر جانے کے بعد ان کے بال بچوں کے لئے کوئی انتظام نہیں ہوتا۔ بسا اوقات قرض چھوڑ جاتے ہیں۔ جس سے بیچاری مصیبت زدہ بیوی چکاتے چکاتے حیران ہو جاتی ہے۔ ہم اپنے دیکھتے ہیں بیسیوں کئی دارو ایسی آئی ہیں۔ اور بڑے اچھے آسودہ حال آدمی تھے)

اس کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ ہم جب دیکھتے ہیں غیر شادی ہیں تو فضول خرچیوں سے اپنی عادت بگاڑ لیتے ہیں اپنی آمدنی میں سے کچھ بچاتے نہیں۔ اسی وجہ سے شادی کے بعد بھی ہمارے قرضے جاری رہتے ہیں اور اپنی اولاد اور بیوی کے لئے دکھ کا گڑھا کھود جاتے ہیں۔ قصہ کوتاہ ایسی حالت ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ علاج اس کا یہ ہے کہ نوجوان بے شادی والے اپنی آمدنی میں ضرور کچھ نہ کچھ بچا کر رکھیں اور شادی شدہ آدمی بھی اپنی ضروریات کا گلا گھونٹ کر رکھ بچا کر بچوں کی تعلیم وغیرہ کے لئے روپیہ بچایا کریں۔ اگر پچاس روپے ماہوار آمدنی ہو تو چالیس میں گزارہ کریں۔

مسیحیوں کی بہتری کے لئے جہاں مشن نے لڑکے لڑکیوں کے لئے سکول اور کالج جاری کئے ہیں یا صنعتی سکول اور شفاخانے کھول دیئے ہیں وہاں عیسائیوں کے درمیان کفایت شعاری کی تحریک پیدا کرنے اور ان کی مالی حالت سدھارنے اور غریبوں کے اہل و عیال کی دستگیری کے لئے ایک فنڈ قائم کیا ہے۔ جس میں ہر فرقہ کے عیسائی اور ہر درجہ اور ہر حالت کے مسیحی شامل ہو کر پورا فائدہ اٹھا سکتے اور اپنی مالی مصیبت دور کر سکتے ہیں۔ یہ فنڈ کرسچن میوچل پراویڈنٹ فنڈ لمیٹڈ لاہور کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں بیمہ کا انتظام ہر آدمی کی حالت کے مطابق موجود ہے۔ اس میں دس روپے ماہوار تنخواہ پانے والا اگر ایک روپیہ ماہوار چندہ دے کر پچیس سال کی عمر میں تین سو یا ساڑھے تین سو روپے کی رقم حاصل کر سکتا ہے (۱) یا وفات پر نیز [illegible] لیکن اگر کوئی [illegible] تو ایک چوتھائی حاصل کر سکتا ہے جو موت کے [illegible] ہے مثلاً بیس سال کی عمر والا (۳۶۹) روپے اور پچیس سال کی عمر والا (۳۱۵) روپے اور تیس سال کا آدمی (۲۶۲) روپے کا حقدار ہو سکتا ہے۔ بیوی کے لئے پنشن بچوں کے لئے وظیفہ کا بندوبست ہو سکتا ہے۔ یا اپنے بڑھاپے کیلئے پنشن ہو سکتی ہے۔ تین قسم کا بیمہ ہے جس میں پانچسو روپے سے لیکر پانچ دس ہزار روپیہ تک بیمہ ہو سکتا ہے۔ بیمہ کیلئے ڈاکٹری معائنہ لازمی ہے۔ اسی طرح بیوی کی پنشن کیلئے بھی ڈاکٹری امتحان ضروری ہے (۲) یہ کرسچن میوچل پراویڈنٹ فنڈ سات آٹھ سال سے بہت زیادہ ترقی پر ہے اس وقت اس کے سات سو کے قریب ممبر ہیں۔ اس کا سرمایہ یہ سمجھو کہ تقریباً تین لاکھ کی ضمانت پر ممبروں کو ساڑھے چھ فیصدی اور غیر ممبروں کو ساڑھے سات فیصدی سالانہ سود پر قرض دیا جاتا ہے (۳) بشرطیکہ وہ خود بھی فنڈ کے ممبر ہوں یعنی فنڈ کی کوئی پالیسی رکھتے ہوں۔ اگر کسی شہر یا گاؤں یا قصبے کے چند ممبر ملکر کوآپریٹو سوسائٹی قائم کریں تو کرسچن میوچل فنڈ سے روپیہ قرضہ مل سکتا ہے۔ ساہوکاروں اور دوکانداروں کو بھاری سود دینے کی ضرورت ہی نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ روپیہ [illegible] نہیں سکتا اگر اس فنڈ میں شریک ہو جائے تو خواہ روپیہ بچا کر [illegible] کیلئے انتظام ہو سکتا ہے۔ کسی صورت میں بھی بیمہ بیکار نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی آدمی بیمہ کرانے کے سال دو سال یا چند ماہ کے بعد گزر جائے تو رقم بیمہ شدہ وارثوں کو دیجاتی ہے۔ حال ہی کا واقعہ ہے کہ اکتوبر میں ایک آدمی [illegible] شامل ہوا اور دسمبر میں تین ماہ کے بعد چلتا بنا۔ چھ سو روپیہ کا بیمہ تھا۔ جو جنوری میں اس کے بیوی بچوں کو دیا گیا۔ پس ایسے مفید فنڈ میں سب مسیحیوں کو خوشی خوشی شامل ہو کر فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اگر فائدہ نہ اٹھاؤ اور مالی مشکلات میں پھنسے رہو تو یہ اپنا قصور ہے۔

اس نہایت مفید فنڈ میں لوگوں کو سمجھا سمجھا کر شامل کرنے کے لئے کام کرنے کے لئے ایک خاص آدمی مقرر کیا ہے جو مختلف شہروں اور قصبوں اور گاؤں میں جا کر لوگوں کو اس فنڈ کے فائدے سے آگاہ کریگا اور انہیں شامل ہونے کی ترغیب دے گا۔ اس فنڈ میں شامل ہونا گویا اپنے اوپر، اپنی اولاد اور نیز اپنی کمیونٹی و قوم پر احسان کرنا ہے۔ کیونکہ اس سے ہماری مالی مشکلات حل ہونگی۔ آجکل سیلف سپورٹ (اپنی مدد آپ) پر بڑا زور دیا جاتا ہے۔ اور کرسچن میوچل پراویڈنٹ فنڈ اس کا بڑا بھاری وسیلہ ہے۔ اگر اپنی آمدنی سے پانچ سات روپے ماہوار بچا کر فنڈ میں بیمہ وغیرہ کے لئے چندہ دیتے رہو۔ تو پاسٹر کی تنخواہ اور اچھے مناروں کی تنخواہ دینے کی سبیل ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ اصل یہ ہے کہ کرسچن میوچل فنڈ ہماری مالی مشکلات کو حل کرتا ہے۔

الراقم

نیازمند۔ جے۔ آر۔ رائے جنرلسٹ و اجنٹ کرسچن میوچل فنڈ لاہور
ازگوجرانوالہ

## کرسچن بوائز بورڈنگ ہائی سکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

تسلی بخش انتظام رکھا ہے عمدہ

**خرچ کا رعایا تنخواہ** - یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ درجہ تک پہنچانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۶ء سے مسماۃ پرنس کی جماعتیں ایک امریکن لیڈی صاحبہ کی زیر نگرانی کر دی ہیں جس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی طور پر ہو گیا ہے شرح خرچ خوراک معہ فیس طالب علم صرف ماہوار۔ اگر ایک خاندان سے دو ہوں للعہ ہوں للعہ دھوبی اور کتب وغیرہ کا خرچ علاوہ ہوگا۔ کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً کرسی میز الماری وغیرہ نہایت ارزاں قیمت پر فروخت ہوتا ہے علاوہ ازیں چین کھڑکیاں دروازے فریم وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں قیمت للعہ سے ۱۵؎ کرد لوگوں کو ۔ صہ تک مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں

## ہیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ سے جاری ہے اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے اس کے متعلق وسیع اور ہوا دار بورڈنگ ہوس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع حوض عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ مزید برآں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں سکول ہذا میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلباء پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔ **المشتہر**

پرنسپل ہیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور۔

## باغ دل

**ایڈیٹر مسز محمد اسمٰعیل خاں صاحبہ**

چندہ سالانہ ۸ اگر ۲ یا زیادہ کاپیاں ایک پتہ پر بھیجی جاویں تو فی کاپی سالانہ۔ المشتہر۔ ای ایم ویری ڈی ڈی مینیجر لودیانہ پنجاب

## کرسچن بُک سٹور لودیانہ

یہاں ہر قسم کی مسیحی علم ادب کی کتابیں فروخت ہوتی ہیں جو اردو اور پنجابی زبانوں میں امریکن ٹریکٹ سوسائٹی پنجاب ریلیجس بُک سوسائٹی اور برٹش اینڈ فارن سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوتی ہیں فہرست کتب کیلئے درخواست بھیجو مینیجر پادری ای ایم ویری صاحب

## مخزن مسیحی

یہ رسالہ ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو بزبان انگریزی اور دوسری اردو زبان سے شائع ہوتا ہے اس میں کلیسائی اور ملکی خبریں کرسچن ایڈیٹوریل کے مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شائع ہوتے ہیں چندہ سالانہ حسب تنخواہ خریداران ۱۲ سے لیکر ۴ روپیہ تک نمونہ ایڈیٹر مخزن مسیحی فتحپور حسوا یو پی۔ سے طلب کر سکتے ہیں۔

## دستور العمل نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک عہ

ہندوستان و پنجاب سے " " ے

غیر ممالک سے " " ۱۳ ؍

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجاوے گی

### شرح اُجرت اشتہارات

| سالانہ | ششماہی | سہ ماہی | مقدار اشتہار |
|---|---|---|---|
| رعہ | ے | ۸؍ | کالم کا آٹھواں حصہ |
| عہ | رعہ | ے | چوتھائی کالم |
| صہ | عہ | رعہ | نصف کالم |
| صہ | صہ | عہ | پورا کالم |
| ماصہ | صعہ | صہ | پورا صفحہ |

ہر ایک دفعہ کیلئے فی سطر ۲ روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا

نوٹ - نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

## ضرورت

ہمیں کئی ایک ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو پنجاب میں بڑے جہلم اور انڈس کے درمیانی اضلاع میں محمدیوں کے درمیان کام کرنے کی قابلیت رکھتے اور اس کے لائق ہوں تنخواہ حسب لیاقت دیجائیگی معہ نقول اسناد کے پادری ڈبلیو ٹی اینڈرسن صاحب ڈی ڈی راولپنڈی سے درخواست کریں۔

## تیل واسطے زخم

تیل ہر قسم کے زخم پھوڑا پھنسی داد چھاجن اور کھجلی کے لئے انسان ہو یا جانور یکساں فائدہ کرتا ہے مجرب ہے۔ قیمت شیشی ایک اونس ۴ دو اونس شیشی ۸۔

### سرمہ واسطے دھوپا آنکھ

ایک ہی دن میں فائدہ کرنے والا نہایت بیش قیمت ہے۔ قیمت ایک تولہ عہ۔ ڈاکٹر ۔ ای نیوٹن اوبٹیا یہ - ڈاکخانہ لکھن پور - سرگجہ سی پی۔

## ضرورت

ایک ایبل وومن کی ضرورت ہے اور اپر پرائمری گرلز سکول کے لئے ایک استانی کی بھی ضرورت ہے۔ مس ڈرکلینڈ ترنتارن ضلع امرت سر سے درخواست کرو۔

## ضرورت

ایک ہندوستانی مسیحی زنانہ سب اسسٹنٹ سرجن اور ایک تجربہ کار کمپاؤنڈر کی ضرورت ہے معہ اظہار لیاقت اور تنخواہ مطلوبہ کے بیان کے ڈاکٹر پی۔ آر الیٹ صاحب ویسلین مشن اکبرپور ضلع فیض آباد یوپی سے درخواست کریں۔

نورافشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

پادری ای ایم ویری ڈی ڈی ایڈیٹر و مینیجر نورافشاں کے لئے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام دائلی برادرز چھپا